www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللهِ

کیا اللہ کی طرف پلٹنے کا وقت ابھی تک نہیں آیا؟

۸/ اکتوبر کی صبح پاکستان کے شمالی علاقہ جات اور آزاد کشمیر میں زلزلہ آیا کہ لمحوں میں قیامت بپا ہوگئی اور ہنستے بستے شہر ویرانوں میں تبدیل ہوگئے۔ ان چند لمحوں میں زمین کی غیر متوازن حرکت سے اہل زمین کا وہ نظام زمین بوس ہوگیا جس پر آج کا ترقی یافتہ انسان بڑا فخر کرتا ہے۔ اس کے بعد زلزلوں کا ایک سلسلہ ہے جو تھمنے کا نام نہیں لے رہا۔ ماہرین نے یہ بھی پیشین گوئی کی ہے کہ یہ امر بعید از قیاس نہیں کہ یہ زلزلے ایک بڑے زلزلے کا پیش خیمہ ہوں جبکہ کچھ ماہرین کے مطابق یہ حالیہ زلزلے اس لحاظ سے خوش آئند ہیں کہ ان کی وجہ سے ایک بڑا زلزلہ آنے کا امکان کم ہوتا جارہا ہے!!

جہاں زلزلوں کے بعد پوری قوم نے مل کر اپنے آفت زدہ بھائیوں کے لئے اپنائیت، محبت اور اسلامی اُخوت کے جذبے سے سرشار ہوکر خدمت کی شاندار مثال قائم کی اور مال ودولت کے منہ کھول دیے، وہاں اس زلزلے نے ہمارے لئے بہت سے سبق بھی چھوڑ دیے۔ عربی مقولہ السعید من وُعظ بغیرہ کے مصداق ہمیں اس سے سبق سیکھنے کی ضرورت ہے اور اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ ان آفات کے پس پردہ ہماری کیا کوتاہیاں کارفرما ہیں؟

اس قیامت کی گھڑی میں جس امر کی کمی سب سے زیادہ محسوس ہوئی، وہ اپنے ربّ کی طرف رجوع اور اس سے مغفرت واستغفار کی کوشش، بحیثیتِ قوم اپنے گناہوں کی طرف نظر اور اللہ کو راضی کرنے کی مساعی ...... لیکن ان کی طرف لوگوں کی توجہ کم کم ہی نظر آئی!!

قرآن کریم میں معصیت کار انسانوں سے اللہ تعالیٰ نے یہی شکوہ کیا ہے:

﴿ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (الانعام:۴۳)

"جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو کیوں نہ اُنہوں نے عاجزی اختیار کی؟ مگر ان کے دل تو اور سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کو اطمینان دلایا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو، خوب ہے۔"

ہمارے ذرائع ابلاغ کو دیکھیں، دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کی آرا کا مطالعہ کریں تو کوئی زلزلہ کی وجوہات پر قیاس آرائی کر رہا ہے تو کوئی زلزلہ پروف عمارتوں پر دماغ سوزی کر رہا ہے۔ کسی کو حکومت کی کارکردگی کی فکر ہے تو کسی کو ہونے والے جانی ومالی نقصان کی تفصیلات سے مطلب ہے۔ اس پر مستزاد زلزلوں کے بارے میں سائنسی قیاس آرائیوں کا ایک سلسلہ ہے جو آئے روز اخبارات کی زینت بنا ہوتا ہے۔

ایسی قدرتی آفات کے موقع پر ایک مسلمان کا ردّ عمل کیا ہونا چاہئے؟

سب سے پہلی جو بات ایک مسلمان کے ایمان ویقین کی بنیاد ہے، اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان تمام چیزوں کے پیچھے دراصل اللہ کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کارفرما ہے۔ وہ انسان ظاہر بین ہے جو ان چیزوں کو اللہ کی قدرت ومشیت سے جوڑنے کی بجائے ظاہری اور مادّی اسباب پر منحصر قرار دیتا ہے۔ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان چشم کشا ہے:

صلى لنا رسول الله ﷺ صلاة الصبح بالحديبية على إثر سماء كانت من الليل فلما انصرف أقبل على الناس فقال: «هل تدرون ماذا قال ربكم؟» قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: «أصبح من عبادي مؤمن بي وكافر، فأما من قال: مطرنا بفضل الله ورحمته فذلك مؤمن بي وكافر بالكوكب. وأما من قال بنوء كذا وكذا فذلك كافر بي ومؤمن بالكوكب» (صحیح بخاری:۸۴۶)

"نبی کریم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ مقام پر فجر کی نماز پڑھائی جبکہ آسمان پر رات سے کچھ بادل موجود تھے۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تمہیں علم ہے کہ تمہارے ربّ نے کیا کہا ہے؟ صحابہ نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: میرے بعض بندوں کی صبح ایمان کی حالت میں ہوئی اور بعض کی حالتِ کفر میں۔ جس کا یہ خیال ہے کہ ہم پر اللہ کی فضل ورحمت سے بارش ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، وہ تو مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور ستارے سے منکر ہے اور جس نے کہا کہ فلاں فلاں ستارے کی حرکت کی وجہ سے بارش ہوئی ہے تو ایسا شخص مجھ سے کفر کا مرتکب اور ستاروں پر ایمان رکھنے والا ہے۔''

اس حدیث میں نبی کریمؐ نے دنیا میں ہونے والے واقعات کے بارے میں ایک مسلمان سے مطلوب رویہ کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ ہر معاملے کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مشیت کے حوالے سے دیکھتا اور اسی کے مطابق اپنے اعمال کا جائزہ لیتا ہے۔ پاکستان کے صدر جناب پرویز مشرف نے اس موقع پر جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس زلزلہ کا عذاب یا فتنہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ایک سائنسی عمل ہے، تو یہی وہ طرزِ فکر ہے جس کی نبی کریم ﷺ نے اپنے فرمان میں تردید کی ہے۔ ایسی آزمائشوں کے موقع پر ایک مسلمان کا رویہ یہ ہونا چاہئے کہ اگر وہ خود اس آفت سے محفوظ رہتا ہے تو ملنے والے وقت کو اپنے لئے عمل کی مہلت سمجھتا ہے، اپنی کوتاہیوں پر نظر دوڑاتا اور استغفار بجا لاتا ہے۔ ان آسمانی آفات سے سبق حاصل کرتے ہوئے ہمیں اپنے گناہوں کی فکر کرنا اور اللہ سے تقرب کے ذرائع اختیار کرنا چاہئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان آفات کی وجہ 'لوگوں کی بداعمالیوں' کو قرار دیا ہے۔

قرآن کریم اللہ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہمارے درمیان محفوظ حالت میں موجود ہے اور ہر قسم کے حالات میں ہمیں اس سے رہنمائی لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کا مقصد ہی یہ بیان کیا ہے کہ

﴿لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (الانبیاء:۱۰)

''ہم نے تم پر کتاب نازل کی ہے جس میں تمہاری ہی باتیں ہیں، تم اس سے عقل کیوں نہیں پکڑتے؟''

آفت کا سبب گناہ اور بداعمالیاں ہیں!

قرآنِ کریم کی درج ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

⦿ ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَأْسَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (الروم:۴۱)

''خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکھائے ان کو ان کے بداعمال کا شاید کہ وہ باز آئیں۔''

⦿ ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾

''تم پر جو مصیبت بھی آتی ہے، تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آتی ہے، البتہ بہت سے گناہگاروں کو اللہ تعالیٰ نظر انداز کردیتا ہے۔'' (الشوریٰ:۳۰)

⦿ ﴿ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ﴾ (القصص:۵۹)

''اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے، الا یہ کہ اس کے رہنے والے ظلم کا ارتکاب کریں۔''

⦿ ﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ (العنکبوت:۴۰)

''اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں، مگر لوگ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔''

قرآنِ کریم میں اس مفہوم کو بیان کرنے والی آیات بکثرت بیان ہوئی ہیں، تفصیل کے لئے دیکھئے: سورۃ آلِ عمران:۱۶۵، الانعام:۴۹ اور ۶، ہود:۱۱۷، الکہف:۸۷ اور الزمر:۵۱ وغیرہ

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ انسانوں پر ظلم نہیں کرتے بلکہ انسانوں کی بداعمالیاں ہی اللہ کی پکڑ اور عذاب کو دعوت دیتی ہیں۔ اسی مفہوم کی بعض احادیث آگے آرہی ہیں۔

زلزلہ: عذاب یا خودکار آفت؟

شمالی علاقہ جات کے اس ہولناک زلزلہ کے بعد ہمارے ہاں ایک بحث نے جنم لیا ہے کہ آیا یہ زلزلہ اللہ کا عذاب ہے، تنبیہ ہے یا ایک قدرتی آفت؟ تو واضح رہنا چاہئے کہ ایک عذاب تو وہ ہے جو سابقہ قوموں پر اللہ نے نازل کیا، جس کے نتیجے میں وہ ہلاک اور نیست و نابود ہوگئے، بعض لوگ اسے 'عذابِ استیصال' بھی کہتے ہیں جس کے بعد اس قوم کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے تو ایسے عذابوں کا اب وقوع ممکن نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی یہ دعا موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمایا تھا۔ ثوبانؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إني سألتُ ربي لأمتي أن لا يُهلكها بسنة عامة ...... وإن ربي قال: يا محمد! وإني أعطيت لأمتك أن لا أهلكهم بسنة عامة» (صحیح مسلم:۲۸۸۹)

''میں نے اپنے ربّ سے اپنی اُمت کے لئے دعا کی کہ اللہ ان کو عمومی عذاب سے دوچار نہ کرنا تو میرے ربّ نے میری اس دعا کو قبول فرمالیا۔'' مختصراً

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی جمیع اُمت کے ایک بڑے عذاب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہلاک ہو جانے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی تھی، اس لئے یہ بات تو ممکن نہیں کہ حالیہ زلزلہ کو ویسا عذاب قرار دیا جائے جو پہلی قوموں پر آیا۔ وہ عذاب کفار پر آیا کرتے تھے، جبکہ حالیہ عذاب یا سزا کا شکار ہونے والے مسلمان تو ہیں لیکن فاسق و گناہ گار ہیں۔ اسی بنا پر اقوامِ سابقہ پر آنے والے عذابوں کی بعض خصوصیات ایسی ہیں جو حالیہ زلزلہ سے مختلف ہیں، مثلاً

① عذاب کا شکار ہونے والی پہلی قوموں کو مجموعی طور پر ہلاکت سے دوچار کر دیا جاتا تھا جیسا کہ قرآن میں ہے ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''ظلم کرنے والوں کی جڑ ہی کاٹ کر رکھ دی گئی اور سب تعریفیں اللہ ربّ العالمین کے لیے ہیں۔'' (الانعام:۴۵)

جبکہ نبی ﷺ کی دعا کے مصداق پوری اُمت ِمحمدیہ عذاب سے مکمل خاتمے کا شکار نہیں ہوسکتی۔

② اُس عذابِ الیم کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نوعیت کے عذابوں میں نیکوکاروں کو علیحدہ کر دیا کرتے ہیں اور کفر وشرک کرنے والے ہی ان کا شکار بنتے ہیں جیسا کہ حضرت نوح اور ان کی کشتی والوں کو، حضرت لوط اور حضرت صالح علیہم السلام وغیرہ کو اجتماعی عذاب سے نجات دلائی گئی تھی۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿قَالَ إِنَّ فِيْهَا لُوْطًا قَالُوْا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَأَهْلَهٗ إِلَّا امْرَأَتَهٗ﴾

''ابراہیمؑ نے کہا وہاں تو لوطؑ موجود ہے، اُنہوں نے کہا ہم خوب جانتے ہیں کہ وہاں کون کون ہے؟ ہم اُنہیں اور بیوی کے سوا باقی سب گھر والوں کو بچا لیں گے۔'' (العنکبوت:۳۲)

③ عذاب والی ان قوموں کی تباہ شدہ بستیوں سے گزرا جائے تو استغفار پڑھتے ہوئے وہاں سے جلد سے جلد نکلنے کی تلقین آئی ہے:

مررنا على الحجر فقال لنا رسول الله ﷺ: «لا تدخلوا مساكن الذين ظلموا أنفسهم إلا أن تكونوا باكين حذرا أن يصيبكم مثل ما أصابهم» ثم زجر فأسرع حتى خلّفها. (صحیح مسلم:۲۹۸۰)

''ہمارا کھنڈرات (قوم ثمود کی تباہ شدہ بستی) پر سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جن لوگوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، ان کی بستیوں سے نہ گزرو، اِلا یہ کہ تم روتے ہوئے ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انجام سے عبرت پکڑنے والے ہو تاکہ تم پر بھی ویسا عذاب نہ آجائے جیسا ان پر نازل ہوا۔ پھر آپ نے اپنی اونٹنی کو ڈانٹا اور تیزی سے چلے حتی کہ ان بستیوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔''

عبرت حاصل کرنے کے لئے ان بستیوں میں جانے کی ترغیب بہر حال قرآن کریم میں موجود ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَسِيْرُوْا فِي الأَرْضِ فَانظُرُوْا كَيفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ (النمل:٦٩)

''ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا کیا انجام ہو چکا ہے؟''

④ ایسے ہی اس نوعیت کا عذاب پانے والوں کے لئے مغفرت اور استغفار کا کوئی تصور موجود نہیں بلکہ یہ وہ کافر قومیں ہیں جن کی سرکشی اور نافرمانی نے ایسے ہولناک عذاب کا اُنہیں واقعتاً حق دار بنا دیا تھا، جیسا کہ قرآن میں ان کے عذاب کے بارے میں ہے:

﴿ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالأَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ﴾ (الدخان:٢٩)

''پھر نہ آسمان ان پر رویا، نہ زمین اور ان کو ذرا سی مہلت بھی نہ دی گئی۔''

جبکہ موجودہ زلزلہ کا شکار ہونے والے لوگوں کا ہم پر یہ حق ہے کہ ان کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے اور ان کے لئے اللہ سے بخشش واستغفار کیا جائے۔

☜ اس لئے اس امر میں تو کوئی شبہ نہیں کہ حالیہ زلزلہ سابقہ قوموں پر نازل ہونے والے عذاب جیسا عذاب نہیں۔ البتہ عذاب کے مراحل مختلف ہیں اور بڑے عذاب سے کمتر آفتوں کو بھی قرآنِ کریم نے 'عذاب' سے ہی تعبیر کیا ہے:

﴿ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الأَدْنىٰ دُوْنَ الْعَذَابِ الأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾

''اس بڑے عذاب سے پہلے ہم اسی دنیا میں چھوٹے عذاب کا مزا اُنہیں چکھاتے رہیں گے، شاید کہ یہ (گناہوں سے) باز آجائیں۔'' (السجدة:٢١)

دراصل عربی زبان میں عذاب کا لفظ سابقہ قوموں یا کفار کے ساتھ خاص نہیں ہے، اور یہ سزا اور عتاب وعقاب ہر طرح کی اجتماعی وانفرادی تکلیف کے لئے بولا جاتا ہے جیسا کہ فرمانِ نبویؐ ہے: «السفر قطعة من العذاب» (بخاری:١٨٠٤)

''سفر عذاب کا ہی ایک ٹکڑا ہے.....الخ''

اس لئے اس زلزلہ کو عذاب قرار دینے سے گریز کی شرعی طور پر کوئی ضرورت نہیں بلکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو آنے والی آزمائشوں اور تکلیفوں کو عذاب قرار دیا جاتا رہا ہے، ایسے ہی بداعمالیوں کے سبب آنے والی آفتوں کو بھی سزا قرار دیا جاتا ہے۔ البتہ آخری، حتمی اور مکمل عذاب وعقاب آخرت میں ربّ العلمین کے دربار میں ہوگا۔

یوں بھی قرآن کریم کے احکام عام ہوتے ہیں اور ان میں ہمارے لئے نصیحت اور تذکیر کا زندہ جاوید پیغام موجود ہے، اس لئے سابقہ قوموں کے احوال سے صرف اسی بنا پر صرفِ نظر کر لینا مناسب نہیں، بلکہ ان سے بھی ہمیں عبرت پکڑنا چاہئے۔

خیر القرون میں بھی ایسے واقعات پیش آیا کرتے اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ ان واقعات کو 'عذاب' قرار دے کر مسلمانوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کیا کرتے :

◉ حضرت عائشہؓ سے ایک شخص نے زلزلہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا:

فإذا استحلوا الزنا وشربوا الخمور بعد هذا وضربوا المعازف غار الله في سمائه فقال للأرض تزلزلي بهم فإن تابوا ونزعوا وإلا هدمها عليهم فقال أنس: عقوبة لهم قالت رحمة وبركة وموعظة للمؤمنين ونكالا وسخطة وعذابًا للكافرين (مستدرک حاکم: ۸۵۷۵ صحیح علیٰ شرط مسلم)

''لوگ جب زنا کاری کو مباح سمجھنے لگتے ہیں، شراب پینا دن رات کا مشغلہ بنا لیتے ہیں، اور ناچ گانے میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس وقت اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور وہ زمین سے فرماتا ہے: اِن پر زلزلہ لا (یعنی ان کو جھنجھوڑ دے)۔ اگر اس سے عبرت حاصل کی اور باز آگئے تو خیر ورنہ اللہ تعالیٰ ان پر زمین کو (عذاب کی صورت میں) مسلط فرما دیتا ہے۔ حضرت انسؓ نے پوچھا: یا امّ المومنین! یہ زلزلہ سزا ہے؟ فرمایا: مؤمنوں کے لئے تو باعثِ رحمت اور نصیحت ہے، البتہ نافرمانوں کے لئے سزا، عذاب اور غضب ہے۔''

◉ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

«ما من قوم يعمل فيهم بالمعاصي هم أعز منهم وأمنع لا يغيرون إلا عمهم الله بعقاب» (سنن ابن ماجہ: ۴۰۰۹، قالہ الالبانی: صحیح)

''کوئی بھی قوم گناہوں میں مبتلا ہونے لگے اور قوم میں وہ لوگ باعزت اور اکثریت میں ہوں جن کو معصیت سے اجتناب ہے پھر بھی وہ معصیت سے نہیں روکتے اور اسے بند نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تو اللہ تعالیٰ اس ساری قوم کو عقاب (سزا) میں مبتلا کر دیتا ہے۔''

◉ دورِ نبویؐ میں زلزلہ آیا تو نبی کریم ﷺ نے زمین کو ٹھہر جانے کا حکم دیا اور صحابہ کرام سے فرمایا کہ ربّ العالمین اس کے ذریعے برائیوں کے ترک کا مطالبہ کرتا ہے، اس کی طرف رجوع کرو۔

◉ عہد فاروقی میں زلزلہ آیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ محض ان نئی چیزوں (بدعات وخرافات) کی وجہ سے ہے جن کو تم نے دین میں شامل کر دیا ہے۔ اگر ایسی باتیں ہوتی رہیں تو سکون ناممکن ہے۔

◉ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ زمین اس وقت ہلتی ہے جب معصیت کی کثرت ہو جاتی ہے، گناہوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے اور یہ زلزلہ ربّ العزت کا خوف ہے جس سے زمین کانپ اُٹھتی ہے۔

◉ حضرت عمرؒ بن عبد العزیز نے تمام اطراف کو لکھا کہ زلزلہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندوں کو عتاب فرماتا ہے، اور انہیں پابند کیا کہ سب لوگ شہر سے باہر نکل کر اللہ کے سامنے گڑگڑاؤ اور جس کو اللہ نے مال عطا فرمایا ہے، وہ اپنے مال سے صدقہ خیرات کرے۔

مذکورہ بالا تمام واقعات کو علامہ ابن قیم الجوزیہؒ نے اپنی کتاب الداء والدواء کے صفحہ ۶۳،۶۴ پر درج کیا ہے۔ (طبع دار یوسف، قاہرہ)

◉ نبی کریم ﷺ نے صراحت کے ساتھ زلزلہ اور آفتوں کو بداعمالی کا نتیجہ قرار دیا ہے:

''جب مالِ غنیمت کو ذاتی مال سمجھا جانے لگے اور امانت کو مالِ غنیمت سمجھ لیا جائے، زکوٰۃ ادا کرنا جرمانہ اور چٹی بن جائے اور علم حاصل کرنے کا مقصد دین پر عمل کرنا نہ ہو (محض دنیا کمانا ہو)، اور آدمی ماں کی نافرمانی کرے اور بیوی کی بات مانے۔ باپ سے دوری اختیار کرے اور اس کے مقابلے میں دوست کی قربت چاہے۔ مسجدوں میں شور ہونے لگے، فاسق (اللہ رسولؐ کا نافرمان) شخص قبیلے کا سردار بن جائے، اور گھٹیا انسان قوم کا سربراہ ہو اور آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کیلئے کی جانے لگے، آلاتِ موسیقی کثرت سے ظاہر ہو جائیں، شراب پی جانے لگے، اس اُمت کا آنے والا گروہ پہلوں پر لعنت وملامت کرے......

«فليرتقبوا عند ذلك ريحا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخا وقذفا ......»

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ایسی صورتحال میں تم انتظار کرو سرخ آندھیوں کا، زلزلوں کا، زمین کے دھنسنے کا، صورتوں کے بگڑ جانے کا، آسمان سے نازل ہونے والے عذاب کا۔ اور یہ نشانیاں اس طرح ظاہر ہونے لگیں گی جیسے اگر پرانی تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جائے تو اس کے موتی مسلسل گرنے لگتے ہیں۔'' (جامع ترمذی:۲۲۱۱)

اس حدیث میں ذکر کردہ تمام نشانیاں کم وبیش ہماری قوم میں پائی جاتی ہیں اور زلزلہ کا مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے کہ وہاں زلزلہ کے علاوہ زمین کا پھٹنا (خسف)، چٹانوں اور پتھروں کا پہاڑوں سے گرنا (قذف) بھی عمل میں آیا ہے۔ اس لئے اس سانحہ کو عذاب قرار دیا جائے یا عتاب وعقاب، یہ بہر حال برے اعمال کا نتیجہ اور اللہ کی ناراضگی کا مظہر ہے اور دوسروں کو اس سے اپنے برے اعمال پر عبرت پکڑنا چاہئے۔ بالخصوص جب اس زلزلہ کے بعد شدید طوفان باد وباراں اور سخت سردی کی آزمائش بھی ان پر مسلط کی گئی ہے۔ بعض لوگ اسے محض تنبیہ قرار دے رہے ہیں جبکہ تنبیہ تو عافیت میں رہنے والوں کے لئے ہے، اس کا شکار ہونے والوں کے لئے تنبیہ اس لئے نہیں کہ تنبیہ یا وارننگ سے فائدہ اُٹھانے کی مہلت ہی اُنہیں حاصل نہیں رہی۔ اس لئے اس کی گرفت میں آنے والوں کے لئے ہمارا عام عقیدہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتے، یہ برے اعمال کی ایک اجتماعی سزا ہے......!!

بعض شبہات واعتراضات

اِس موقع پر بعض سوالات بھی اُٹھائے جاتے ہیں، مثلاً

❁ اس عذاب کا شکار ہونے والے تمام لوگ تو گناہ گار نہیں تھے، پھر وہ سب اس عذاب کی گرفت میں کیوں آ گئے؟

شخصی برائیوں سے قطع نظر کرتے ہوئے واضح رہنا چاہئے کہ نیکی اور بدی کا تصور صرف ذاتی نیک اعمال تک محدود نہیں بلکہ اسلام ہر مسلمان کو ذاتی نیکی کے ساتھ ساتھ اجتماعی طور پر نیکی کی ترغیب، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم بھی دیتا ہے۔ اگرچہ بعض لوگ گناہوں میں خود شرکت نہیں کرتے یا نیکی پر اکیلے عمل پیرا ہوتے ہیں لیکن عام طور پر اجتماعی یا معاشرتی میدان میں وہ اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کرتے۔ مملکتِ خداداد میں اس وقت عملاً اسلام کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتماعی نظام معطل ہے اور اس کا احساس بھی ختم ہوتا جارہا ہے۔ اس اجتماعی تعطل میں اسلام کا عدالتی، سیاسی، معاشی، تعلیمی اور معاشرتی تمام نظام شامل ہیں۔ اس اعتبار سے نیک لوگ بھی اجتماعی کوتاہیوں کے لئے مناسب جدوجہد نہ کرنے کی بنا پر اللہ کے عتاب کے حقدار بن جاتے ہیں۔ اس لئے یہ مسلمانانِ پاکستان کے لئے ایک تازیانہ ہے جو اللہ کے وعدے کو نظر انداز کرنے اور اس کے لئے مناسب جدوجہد میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے برسا ہے۔ ہمارے ہاں پائی جانے والی بد اعمالیاں اور معاشرتی طور پر روا رکھی جانے والی کوتاہیاں ایک مستقل موضوع ہے، جو صاحبانِ نظر سے کسی طرح پوشیدہ نہیں ہے۔ اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود انفرادی اور اجتماعی طور پر زندگی کے ہر میدان میں ہمارا رویہ شرمناک حد تک غلط ہے، اور برائی کی یہ روایت معاشرے کے نچلے طبقے سے اوپر ہر مرحلے تک بدستور پھیلی ہوئی ہے۔ ایسی صورتحال میں اللہ کا عذاب یا فتنہ صرف ظلم کرنے والوں تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس بارے میں توجہ نہ کرنے والوں کو بھی گھیرے میں لے لیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ایسی ہی صورتحال پر بطورِ خاص ڈرایا گیا ہے:

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لاَّ تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ (الانفال:۲۵)

''اور ڈرو اس فتنے سے جس کی شامت مخصوص طور پر صرف انہی لوگوں تک محدود نہ رہے گی جنہوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو اور جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔''

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی خصوصیت: سابقہ قوموں کے بارے میں بھی قرآن کریم نے یہ تذکرہ کیا ہے کہ بنی اسرائیل کو حضرت داود اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی اس بات پر لعنت کی گئی کہ وہ نیک اعمال کو بجالانے کے لئے اور لوگوں کو برائیوں سے روکنے کے لئے اپنی ذمہ داری انجام نہیں دیتے تھے۔ (المائدۃ:۷۸)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انجام نہ دینے والوں کے لئے نبی کریم ﷺ کی زبانی کئی وعیدیں اور عذاب کی دھمکی موجود ہے، مثلاً دیکھیں جامع ترمذی:۲۱۶۹، عقیدہ طحاویہ: ص ۵۶۹

اسلام میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی غیر معمولی اہمیت ہے۔ اور اس بات کی قرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم میں بطورِ خاص صراحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ اجتماعی عذاب سے امر بالمعروف کی ذمہ داری پورا کرنے والوں کو نجات دیا کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

﴿ أَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْءِ وَأَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ﴾ (الاعراف:۱۶۵)

''ہم نے ان لوگوں کو بچالیا جو برائی سے روکتے تھے اور باقی سب لوگوں کو جو ظالم تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت عذاب میں پکڑ لیا۔''

البتہ ہر معاشرے میں ایسے لوگ ضرور موجود ہوتے ہیں جو اپنی سی کوشش میں لگے رہتے ہیں، گو کہ ان کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہو۔ سابقہ اقوام میں تو اللہ تعالیٰ کی سنت یہ رہی ہے کہ ان کو عذاب کے وقت قوم سے جدا کرلیا جاتا جیسا کہ نوح اور لوط علیہم السلام وغیرہ کے بارے میں گزر چکا ہے۔ موجودہ زلزلہ میں بھی ایسے بعض شواہد ملے ہیں جن میں بعض نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے حیران کن طریقے سے اس سے محفوظ رکھا ہے۔ لیکن دنیا پورے پورے بدلہ کا مقام نہیں ہے، اس لئے اور آزمائش کے عنصر کو برقرار رکھنے کے لئے بعض اوقات نیکوکار بھی عذاب کی زد میں آجاتے ہیں اور ان کے لئے نبی کا یہ فرمان خوشخبری اور اطمینان کا باعث ہے:

«إذا ظهر السوء في الأرض أنزل الله بأسه بأهل الأرض وإن كان فيهم قوم صالحون يصيبهم ما أصاب الناس ثم يرجعون إلى رحمة الله ومغفرته» (الجامع الصغیر:۶۹۳، شیخ البانیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

''جب کسی قوم میں کھلم کھلا برائی کا ارتکاب ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ اہل زمین پر اپنا عذاب نازل کرتے ہیں چاہے ان میں نیک لوگ بھی موجود ہوں اور ان نیکوکاروں کو بھی دوسرے لوگوں کی طرح اسی عذاب کا سامنا ہوتا ہے، البتہ (بعد میں) وہ اللہ کی رحمت اور اس کی مغفرت کی طرف لوٹا دیے جاتے ہیں۔''

⦿ یہی بات نبی کریم ﷺ کے ایک اور فرمان سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک لشکر کعبہ کی طرف پیش قدمی کرے گا، جب وہ (مکہ، مدینہ کے درمیان) بَیداء مقام پر پہنچے گا تو شروع سے آخر تک تمام لشکر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ حدیث کی راویہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے دریافت کیا:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كيف يُخسف بأولهم وآخرهم وفيهم أسواقهم ومن ليس منهم قال:
«يخسف بأولهم وآخرهم ثم يُبعثون على نياتهم» (صحیح بخاری: ۲۱۱۸)

اس لشکر کے پہلے اور آخری لوگوں کو کیونکر دھنسایا جائے گا، حالانکہ ان (اس سرزمین) میں بازار والے بھی ہوں گے اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ان (کے برے ارادے) میں شامل نہیں۔ تو نبی کریم نے جواب دیا کہ اس لشکر کو شروع سے آخر تک دھنسا دیا جائے گا، پھر روز قیامت انہیں اُن کی نیتوں پر اُٹھایا جائے گا (اور ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا)۔"

◉ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إذا أنزل الله بقوم عذابا أصاب العذاب من كان فيهم ثم بعثوا على أعمالهم» (صحیح بخاری: ۷۱۰۸، صحیح مسلم: ۲۸۷۹)

"جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرتے ہیں تو یہ عذاب قوم کے تمام افراد کو گھیر لیتا ہے، پھر (روزِ قیامت) اپنے اعمال کے مطابق انہیں اُٹھایا جائے گا۔"

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"ایک مقام پر سب کے اکٹھا موت پا جانے سے یہ لازمی نہیں آتا کہ سب موت پانے والوں کا انجام بھی اکٹھا ہوگا۔ بلکہ ہر ایک کو قیامت کے روز اس کے عمل اور نیت کے مطابق ثواب ملے گا۔"

اسی معنی کی دیگر احادیث کے لئے دیکھئے: سنن ابو داود: ۴۲۸۹، صحیح بخاری: ۳۳۴۶ وغیرہ

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اجتماعی ہلاکت سے دوچار ہونے والوں میں نیک لوگوں کو آخرت میں ان کی نیکی کا بدلہ عطا فرمائے گا اور بالفرض اس آزمائش میں انہیں غیر معمولی اذیت کا سامنا کرنا پڑا ہو تو اللہ تعالیٰ ان کے اجر کو بڑھانے پر بھی قادر ہے۔

❁ بعض لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ اگر گناہوں کو دیکھا جائے تو گناہوں میں ان سے زیادہ معصیت کار لوگ بھی موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے صرف انہی کو کیوں اپنی پکڑ میں لیا ہے تو اس کی توجیہ اللہ کی حکمتِ بالغہ اور اس کی تقدیر و مشیت کے سوا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ﴾ (النحل: ٦١)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر اللہ لوگوں کو ان کے (تمام) گناہوں کے سبب پکڑنا شروع کردے تو روے زمین پر کسی متنفس کو باقی نہ چھوڑے لیکن وہ ایک وقتِ مقرر تک مہلت دے دیتا ہے۔''

❁ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلامی ممالک سے بڑھ کر سرکشی اور نافرمانی کا ارتکاب مغربی ممالک میں زیادہ کیا جارہا ہے، ان پر اللہ کی گرفت کیوں نہیں آتی؟ تو یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا کسی قوم کو ڈھیل دینا اس امر کی دلیل نہیں کہ وہ اللہ کے ہاں بڑے نیکوکار ہیں بلکہ ایک مسلمان کو تو اللہ تعالیٰ عذاب وعقاب کے ذریعے اپنی طرف متوجہ کرتا رہتا ہے، اللہ کی یاد رکھنے والے مسلمانوں کے لئے آزمائشیں بعض اوقات بلندئ درجات کا سبب بھی بن جاتی ہیں جبکہ کفار کے لئے اللہ کی سنت بالکل مختلف ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں یوں آیا ہے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ (آلِ عمران:۱۷۸)

''یہ ڈھیل جو ہم اُنہیں دیے جاتے ہیں اس کو یہ کافر اپنے حق میں بہتری نہ سمجھیں ہم تو انہیں اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ خوب بارگناہ سمیٹ لیں، پھر ان کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے۔''

❁ بعض لوگ اسے عذاب قرار دینے سے گریزاں ہیں اور اس کو ایک تنبیہ قرار دینے پر اکتفا کرتے ہیں لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ یہ تنبیہ تو ان کے لئے ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس عذاب میں مرنے سے بچا لیا لیکن وہ لوگ جو اس عذاب کا شکار ہوگئے، ان کے لئے تو تنبیہ کی بجائے فرمانِ نبویؐ کے مطابق قیامت کا آغاز ہے۔ اور اچانک موت سے نبی کریم ﷺ نے پناہ مانگتے ہوئے اسے گدھے کی موت کے مشابہ قرار دیا ہے۔ (سنن ترمذی:۹۸۰، مسند احمد:۸۴۵۲،۸۴۵۳) اور ایک دوسرے فرمان میں اسے مؤمن کے لئے راحت اور کافر کے لئے قابل افسوس گرفت قرار دیا گیا ہے۔ (مسند احمد:۲۴۵۲۱)

اس لئے اس حد تک تو بات درست ہے کہ یہ زلزلہ باقی بچنے والوں کے لئے نیک اعمال کی مہلت، اللہ کا شکر اور استغفار بجا لانے کا موقعہ اور عبرت کا مقام ہے، لیکن جو لوگ اس آفت کا شکار ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، ان کے لئے یہ زلزلہ عمومی طور پر اللہ کی گرفت کی حیثیت رکھتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بحث کا خلاصہ

① پاکستان کے حالیہ زلزلہ کو صرف ایک خود کار زمینی عمل کا نتیجہ قرار دینا ملحدانہ نظریہ ہے۔ یہ وہی سیکولر تصور ہے کہ آسمان وزمین ایک دھماکے سے وجود میں آگئے اور کائنات کا سارا نظام از خود ہی چل رہا ہے۔ اس تصور کی قرآن میں بھی نفی کی گئی ہے اور مسلمان کا بنیادی عقیدہ اس سے ٹکراتا ہے۔ اللہ ہر چیز کا خالق و مالک اور ذرّے ذرّے پر اس کی حکومت ہے۔ ہر چیز اسی کی مرضی سے حرکت کرتی ہے۔ اس لئے ان قدرتوں کے پیچھے ربّ ذوالجلال کی حکمتِ بالغہ اور قدرت ومشیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

② البتہ اس زلزلہ کو وہ عذاب قرار نہیں دیا جاسکتا جیسا کہ سابقہ قوموں کو عذاب آیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ نبی کریم ﷺ کی دعائیں اور اُن عذابوں کی بعض خصوصیتیں ہیں۔

③ یہ زلزلہ دوسرے مسلمانوں کے لئے باعثِ عبرت ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ناگہانی آفت سے بچا کر مہلت اور استغفار کا موقعہ دیا ہے تاکہ وہ اپنے ربّ کی قدرت کو جانیں۔ یہ قیامت کی یاددہانی اور ربّ کی طرف لوٹنے کا پیغام ہے۔

④ جہاں تک اس زلزلہ کا شکار ہونے والوں کا تعلق ہے تو اس اساسی عقیدہ ...... کہ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، لوگوں پر تکلیفیں ان کی بداعمالیوں کے سبب آتی ہیں، جس پر کئی آیات واحادیث شاہد ہیں اور اوپر ذکر کی جاچکی ہیں ...... کی بنا پر اسے معصیت وغلط کاریوں کا نتیجہ سمجھنا چاہئے اور ہمیں خود اپنے گناہوں کی فکر کرنا چاہئے۔ لیکن یہ حکم عمومی طور پر تو لگایا جاسکتا ہے، البتہ کسی ایک فرد کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا درست نہیں کیونکہ آخری انجام صرف اللہ کے علم میں ہے۔

⑤ ان میں ایسے لوگ جو نیکی کے باوجود اس اجتماعی ہلاکت سے دوچار ہوگئے تو ان کے لئے اللہ کے ہاں درجات موجود ہیں اور انہیں ان کی نیتوں کے مطابق اجر ملے گا۔ ان کے اس پکڑ کی لپیٹ میں آنے کی وجہ اللہ کے وہ آفاقی اصول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آزمائش کو برقرار رکھنے کے لئے دنیا میں جاری وساری کررکھا ہے۔

⑥ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مہلت دے رکھی ہے، وہ اللہ کی حکمت اور اس کی مشیت ہے، تاکہ وہ لوگ یا تو نیک عمل کرکے رجوع کرلیں یا برے اعمال میں اضافہ کرکے اپنے آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو حقیقی عذاب کا مستحق بنالیں۔ آخر کار حقیقی فیصلہ روزِ قیامت ہی ہونا ہے!!

زلزلہ...... مجسم عبرت اور قیامت کی یاد دہانی

دنیا میں اللہ کے عذاب کی مختلف شکلیں ہیں اور قابل غور امر یہ ہے کہ گذشتہ چند سالوں سے یہ آفات ایک تسلسل کے ساتھ آرہی ہیں۔ قربِ قیامت یوں بھی زلزلوں کی کثرت کی نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری: ۱۰۳۶) پھر بھی لوگوں کا اللہ کی طرف رجوع روز بروز کم سے کم ہوتا جارہا ہے۔ عذاب الٰہی زلزلوں کی شکل میں ہو یا تیز ہوا، تیز چیخ اور سیلاب وغیرہ کی صورت میں، ہر ایک میں عقل مندوں کے لئے عبرت کا سامان موجود ہے۔ قرآن کریم میں عذاب کی ان مختلف شکلوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

﴿ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴾ (العنکبوت: ۴۰)

''آخر کار ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ میں پکڑا۔ پھر ان میں سے کسی پر ہم نے پتھراؤ کرنیوالی ہوا بھیجی اور کسی کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو غرق کردیا۔ اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا، مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کررہے تھے۔''

جن دنوں یہ قدرتی آفات تازہ ہوں، ان دنوں انسانوں کو اللہ کی یاد آہی جاتی ہے اور اس کی قدرت کے آگے سر جھکانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا، وگرنہ بے شمار لوگ ایسے بھی ہیں جو قیامت کی یاد سے ہی غافل رہتے ہیں۔ ان کے ذہن ہی اس امر کو تسلیم نہیں کرتے کہ اس قدر منظم و مربوط، جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ پیراستہ شہر لمحوں میں کیسے مٹی کے ڈھیر بن سکتے ہیں!!

لیکن یہ آفات انسان کو یاد دلاتی ہیں کہ سب سے برتر قوت اللہ کی ہے، وہ چاہے تو لمحے بھر میں قیامتِ صغریٰ بپا کرسکتا ہے۔ گذشتہ ایک سال میں تسلسل سے آنے والے یہ زلزلے جن سے آج دنیا خوفزدہ ہے، ہمیں اُس قیامت کے وعدے کی طرف لے جارہے ہیں جو خود بھی ایک زلزلے کی طرح اچانک رونما ہوگی۔ قرآن کریم میں قیامت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِيْمٌ ٭ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيْدٌ﴾ (الحج:۱،۲)

''لوگو اپنے ربّ کے غضب سے بچو، حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا زلزلہ بڑی (ہولناک) چیز ہے۔ جس روز تم اسے دیکھو گے، حال یہ ہوگا کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی۔ ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور لوگ تم کو مدہوش نظر آئیں گے، حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے، بلکہ اللہ کا عذاب ہی کچھ ایسا سخت ہوگا۔''

قرآن مجید کی ایک سورۃ کا نام ہی سورۃ الزلزلة ہے، اس کی آیات ملاحظہ فرمائیں:

﴿ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ٭ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ٭وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ٭ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ٭ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحٰى لَهَا ﴾(۱تا۵)

''جب زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہو گیا ہے؟ اس روز وہ اپنے (اوپر گزرے ہوئے) حالات بیان کرے گی، کیونکہ تیرے ربّ نے اسے (اس کا) حکم دیا ہوگا۔''

⦿ لفظ الساعة (قیامت) کے مفہوم میں پوشیدہ معنویت میں بھی بڑا سبق ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب السياسة الشرعية میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ذکر کیا ہے:

''جب امانت ضائع کر دی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ امانت کے ضیاع سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب امرِ حکومت نااہلوں کے سپرد کر دی جائے تو تم قیامت کا انتظار کرو۔'' (صحیح بخاری:۵۹)

اس حدیث میں وارد لفظ الساعة کی تشریح کرتے ہوئے امام راغبؒ اصفہانی لکھتے ہیں:

''الساعة کے تین معانی ہیں: ساعتِ صغریٰ، ساعتِ وسطیٰ اور ساعتِ کبریٰ۔ ساعت صغریٰ کسی شخص کی موت پر بولا جاتا ہے جیسے فرمانِ نبویؐ ہے: من مات فقد قامت قيامته (جو مر گیا، اس کی قیامت قائم ہوگئی)۔ ساعتِ وسطیٰ سے مراد قوم کی اجتماعی ہلاکت ہے۔ اور ساعتِ کبریٰ یوم الجزا اور یوم الدین کو کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث میں ساعت سے مراد ساعتِ وسطیٰ ہے۔ یعنی جب نااہلوں کے ہاتھ میں امانت آجائے گویا قوم کی سرداری کی باگ دوڑ نااہلوں کے ہاتھ میں چلی جائے تو قوم کی ہلاکت و بربادی کا انتظار کرو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حالیہ زلزلہ سرتاسر قیامت ہی قیامت ہے۔ اس میں قیامت کے تینوں مراحل پورے ہوتے نظر آتے ہیں: ایک تو قیامتِ صغریٰ جو موت کا شکار ہونے والوں کے لئے ہے اور دوسری قیامتِ وسطیٰ جو مختلف عذابوں کی شکل میں نازل ہوتی ہے۔ اور تیسری قیامتِ کبریٰ کی یاددہانی، اس اعتبار سے یہ زلزلہ گویا مجسم قیامت ہے، اور اس سے عبرت پکڑنے والوں کو عبرت پکڑنا چاہئے!!

اللہ کی قدرت کی یاددہانی

اس زلزلہ کے بعد آج کے ترقی یافتہ انسان نے دیکھا کہ وہ کس طرح اللہ کے سامنے محتاج ہے، لیکن قرآن کریم میں جب یہ باتیں اللہ تعالیٰ انسان کو یاد دلاتے ہیں تو غفلت کا شکار انسان اس کو بے کار ڈراوے کہہ کر نظر انداز کرنے اور ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کرتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بیان پڑھئے اور اپنے ذہنوں میں موجود غرور وتکبر کو اور سائنس وٹیکنالوجی کے دھوکے کو جھٹک دیجئے، کائنات میں ہر طرف ربّ ِقدیر کی قدرت کے نشانات دکھائی دیتے ہیں، لیکن ربّ سے غافل انسان اپنے تئیں اُنہیں ایک خود کار نظام قرار دے کر غور وفکر کی زحمت نہیں کرتا۔ لیکن اللہ نے یہ یاددہانیاں اپنی کتاب میں روزِ اوّل سے لکھ چھوڑی ہیں۔ یہ زلزلہ اللہ کی قدرت، قوت اور قہر وجبروت کا ایک عظیم مظہر ہے جس کی شان یہ ہے کہ

﴿ إِنَّ اللهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ ﴾ (فاطر:۴۱)

''وہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا انہیں تھامنے والا نہیں ہے۔ بے شک اللہ بڑا حلیم اور درگزر فرمانے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ انسانوں پر اپنا انعام ذکر کرتے ہیں کہ اللہ نے انسان کے لئے زمین کو پھیلا کر سیدھا اور جائے قرار بنایا ہے۔ (الحجر:۱۹)

اور پہاڑوں کو زمین میں میخیں بنایا تاکہ وہ زمین ٹکی رہے۔ (النحل:۱۵)

◉ یہ زمین وآسمان اللہ کے ہی مطیع وفرمانبردار ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَقَالَ لَهَا وَلِلأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِيْنَ ﴾ (فصلت:۱۱)

''اس نے آسمان اور زمین سے کہا: '' آؤ، خوشی یا ناراضگی سے۔'' دونوں نے کہا: '' ہم فرمانبرداروں کی طرح آتے ہیں۔''

⊙ یہ زمین وآسمان اللہ کی عبادت بجالاتے اور اس کو سجدہ کرتے ہیں:

﴿ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ﴾ (الحج:۱۸)

''کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کے آگے سر بہ سجود ہیں وہ سب جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں: سورج، چاند، تارے، پہاڑ، درخت، جانور اور بہت سے انسان......''

زمین کی گہرائیوں اور آسمان کی پہنائیوں میں جو کچھ ہو رہا ہے، لمحے لمحے کی اللہ کو خبر ہے، اور ایک ایک چیز کا حال اس نے کتابِ مبین میں لکھ رکھا ہے۔ زمین وآسمان کی پل پل کی خبر اور اس میں بسنے والوں کے احوال سے اللہ غافل نہیں ہے:

﴿ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴾ (الانعام:۵۹)

''بحر وبر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے۔ درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو۔ زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو۔ خشک وتر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔''

اس کے باوجود کوتاہ عمل انسان اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرکے اس کی بندگی کو اپنا شیوہ اور شعار بنانے کی بجائے چند روزہ زندگی کو موج میلے میں اُڑانے کے لئے مست اور مگن نظر آتا ہے تو ایسے میں عتاب کے یہ چند جھٹکے اسے خوابِ غفلت سے بیدار کردیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی اس قدرت اور شان کا ذکر کرکے پوچھتے ہیں کہ کیا اب بھی وہ اللہ پر ایمان نہیں لاتا اور نیک اعمال بجا نہیں لاتا، شریعت کے احکامات کی پابندی نہیں کرتا اور اسی سے اپنی تمام اُمیدیں وابستہ نہیں کرتا:

﴿ أَمَّنْ جَعَلَ الأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَا أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا أَإِلٰهٌ مَعَ اللهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (النمل:۶۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس کے اندر دریا رواں کیے اور اس میں (پہاڑوں کی) میخیں گاڑ دیں اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟ نہیں، بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نادان ہیں۔"

جب انسان اس کے باوجود اللہ کی بندگی اختیار نہیں کرتا اور اللہ کے دیے احکامات کو پورا نہیں کرتا، اسلام پر عمل نہیں کرتا تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ چیلنج اور وعید اس کے لئے باعثِ عبرت بن جاتی ہے، اللہ کی قوت اور ہیبت انسانوں کے لئے چیلنج بن جاتی ہے:

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ﴾ (الانعام: ۶۵)

"کہو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے، یا تمہارے قدموں کے نیچے سے برپا کر دے یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھوا دے، دیکھو ہم کس طرح بار بار مختلف طریقوں سے اپنی نشانیاں ان کے سامنے پیش کر رہے ہیں شاید کہ یہ حقیقت کو سمجھ لیں۔"

اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی مجبوری و بے کسی یاد دلاتے ہیں:

﴿أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۞ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً أُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيْعًا﴾

"تو کیا تم اس بات سے بالکل بے خوف ہو کہ خدا کبھی خشکی پر ہی تم کو زمین میں دھنسا دے، یا تم پر پتھراؤ کرنے والی آندھی بھیج دے اور تم اس سے بچانے والا کوئی حمایتی نہ پاؤ اور کیا تمہیں اس کا اندیشہ نہیں کہ خدا پھر کسی وقت سمندر میں تم کو لے جائے اور تمہاری ناشکری کے بدلے تم پر سخت طوفانی ہوا بھیج کر تمہیں غرق کر دے اور تم کو ایسا کوئی نہ ملے جو اس سے تمہارے اس انجام کی پوچھ گچھ کر سکے؟" (الاسراء: ۶۸، ۶۹)

﴿أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرٰى أَنْ يَّأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَائِمُوْنَ ۞ أَوَ أَمِنَ أَهْلُ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقُرَى أَنْ يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۞ أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَفِرُونَ﴾ (الاعراف:۹۷تا۹۹)

''کیا بستیوں کے لوگ اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہماری گرفت کبھی اچانک ان پر رات کے وقت نہ آ جائے گی جب کہ وہ سوئے پڑے ہوں؟ یا اُنہیں اطمینان ہو گیا ہے کہ ہمارا مضبوط ہاتھ کبھی یکا یک ان پر دن کے وقت نہ پڑے گا جب کہ وہ کھیل رہے ہوں؟ کیا یہ لوگ اللہ کی چال سے بے خوف ہیں؟ حالانکہ اس سے وہی قوم بے خوف ہوتی ہے جو تباہ ہونیوالی ہو۔''

الغرض یہ زلزلہ ہمارے لئے تازیانۂ عبرت اور قیامت کی یاددہانی ہے جو ایک روز ایسے ہی سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی، اور اللہ کی قوت وقدرت کی ایک علامت ہے جسے انسانوں نے دنیا کی چمک دمک میں بھلا رکھا ہے۔ ایسے قیامت کے لحات میں جہاں اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد سے ہمیں غافل نہیں رہنا چاہئے، اگر مال سے ان کی مدد نہ ہو سکے تو عملاً ان کی مدد کے کاموں میں شرکت کرنا چاہئے، کم از کم ان کے لئے صبر اور استغفار کی دعا کرنا چاہئیں، یہ آفتیں اللہ کی طرف رجوع کا سبب بننا چاہئیں، اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈالنے کے رویہ کو بدلنے کے لئے ہمیں آمادہ اور تیار ہونا چاہئے۔ اگر یہ سبق بھی ہم نہیں لیتے تو پھر اللہ کی پکڑ اور عذاب وعتاب اور فتنہ وآزمائش جس کا ہمارے بھائی شکار ہوئے، ہم سے بھی زیادہ دور نہیں اور کسی کو اللہ کی گرفت سے بچنے کی کوئی مجال نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ متواتر آنے والے یہ زلزلے ایک دن ہمارے لئے مہلت کے خاتمے اور قیامت ِصغریٰ کی نوید لے آئیں اور اس وقت بداعمالیوں اور کوتاہیوں سے بھرے اعمال نامے کے سوا کچھ ہمارے ہاتھ نہ ہو، قرآن کی دعوت یہ ہے:

﴿ وَأَنِيبُوْا إِلَى رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوْا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ وَاتَّبِعُوْا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ أَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يَحَسْرَتَى عَلَى ...... ﴾ (الزمر:۵۴تا۵۸)

''پلٹ آؤ اپنے ربّ کی طرف اور مطیع بن جاؤ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آ جائے اور پھر کہیں سے تمہیں مدد نہ مل سکے۔ اور تمہارے ربّ نے تم پر جو بہترین (وحی) نازل کی ہے، اس کی پیروی کرو، قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آ پہنچے اور تمہیں اس کا خیال بھی نہ ہو۔ پھر کوئی نفس یہ کہے: ہائے حسرت! میں نے اللہ کی فرمانبرداری میں کوتاہی کیوں کی اور میں کیوں اس کا مذاق اُڑاتا رہا؟ یا کوئی کہے: کاش میرا ربّ ہی مجھے ہدایت دے دیتا اور میں پرہیزگار بن جاتا۔ یا کہے کہ کاش مجھے اس عذاب سے بچنے کی کوئی مہلت ملتی تو میں کچھ نیکیاں ہی کما لیتا۔''

(حافظ حسن مدنی)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ